ربابؓ مادر علی اصغرؑ و سکینہؑ

مولانا سید تلمیذ حسنین رضوی

کربلا کی تاریخ میں جن مخدرات کے اسمائے گرامی نمایاں نظر آتے ہیں ان میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثومؑ کے بعد رقیہ، فاطمہ اور سکینہ و رباب کے نام آتے ہیں۔ خواتین نے مردوں کے دوش بدوش ہمت و جرأت کی ایسی داستانیں رقم کی ہیں جن کی مثال ہمیں کہیں اور نہیں ملتی۔ امام حسین علیہ السلام کی ازواج میں حضرت رباب کا کردار منفرد اور متنوع دکھائی دیتا ہے۔ آپ کے دو نور نظر اور لخت جگر حضرت علی اصغرؑ اور حضرت سکینہؑ کی شکل میں تاریخ کربلا کی تشکیل میں شریک و سہیم ہیں۔

حضرت رباب واقعۂ کربلا کا جزو لاینفک ہیں لیکن ان کی حیات مبارکہ کے نقوش نایاب اور کمیاب ہیں۔ کافی تلاش و جستجو کے بعد حاصل مطالعہ قارئین گرامی کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی رباب بروزن جَنَاب ہے عربی زبان میں رُباب اور رِباب بھی مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے ابن منظور لغت کی مشہور کتاب لسان العرب میں تحریر فرماتے ہیں۔ الرَّبابۃ بالفتح الشَّحابۃ التی قد رکب بعضھا بعضا و جمعھا رباب وبھا سمیت المرأۃ الرباب "ج/۱، ص/۴۰۲

رَبَابَۃ زبر کے ساتھ ایسا بادل جو ایک دوسرے میں پیوست ہو اور اس کی جمع رُباب ہے۔ اور اسی لئے عورت کا نام رباب رکھا گیا ہے۔

طبقات ابن سعد نے آپ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے": رباب بنت امرؤالقیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن عُلیم بن ھُبَل بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرۃ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب"

حضرت رباب کا تعلق کلبیہ خاندان سے تھا اور پندرہ واسطوں سے بنی کلب تک پہنچتا ہے آپ امری القیس کی صاحبزادی تھیں۔ صاحب منتخب التواریخ رقمطراز ہیں کہ حضرت رباب کے والد گرامی عرب کے نہایت مشہور و معروف اور معزز و محترم خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بعض لوگوں کو اس نام سے شبہہ بھی ہوتا ہے کیونکہ عربی شاعری کی کتاب سبعۂ معلقات کے ایک مشہور شاعر کا نام امرؤالقیس بن حُجر تھا جسے ملک الضلیل کہا جاتا ہے یعنی گمراہوں کا بادشاہ۔

ابن عساکر تاریخ دمشق میں تحریر فرماتے ہیں: ''عوف بن خارجہ راوی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز عمر بن خطاب کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک ڈیل ڈول والا شخص جو نہایت وجیہ شکیل تھا جس کی پیشانی کے بال غائب تھے لوگوں کو چیرتا ہوا آیا اور اپنا تعارف اس طرح کرایا کہ وہ ایک نصرانی المذہب، امرؤالقیس کلبی ہے جس نے زمانہ جاہلیت میں بکر بن وائلی پر فلج کا حملہ کیا تھا۔ حضرت عمر نے آنے کی غرض دریافت کی اس نے کہا اسلام مجھے یہاں تک لایا ہے حضرت عمر نے اس کے اس اقرار کے بعد کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اسے بنو قضاعہ کا امیر مقرر کر دیا اور اسے رایت سرداری عطا کیا۔ امرؤالقیس جب اس بزم سے روانہ ہوا تو اس کے سر پر سرداری کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ عوف بن خارجہ کہتا ہے کہ ''مارایت رجلالم یصل سجدۃ امر علی جماعۃ من المسلمین قبلہ''

''میں نے اس سے پہلے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے نہ نماز پڑھی ہو اور نہ ہی سجدہ کیا ہو اور اسے مسلمانوں کی جماعت کی امارت کا منصب عطا ہوا ہو۔''

وہ اسی وقت واپس چل دیا۔ حضرت علی مرتضیٰؑ سے راستے میں ملاقات ہوئی اس وقت آپ کے دونوں فرزند امام حسنؑ اور امام حسینؑ آپ کے ساتھ تھے۔ امیر المومنینؑ نے اس سے اپنا تعارف اس طرح کرایا کہ میں نبی اکرمؐ کا عم زاد ہوں اور یہ میرے دونوں فرزند رسول اکرمؐ کے نواسے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ

ہماری قرابت ہو جائے۔امرؤالقیس نے جواب دیا میری تین بیٹیاں ہیں میں محیّاۃ کی شادی آپ سے اور سلمیٰ کا نکاح حسنؑ سے اور رباب کا عقد حسینؑ سے کردوں گا۔ تاریخ میں تفصیل نہیں ملتی کہ کب یہ شادیاں وقوع پذیر ہوئیں یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت علیؑ سے اس کی ملاقات بعد میں ہوئی ہو اور یہ شادیاں بھی بعد میں ہوئی ہوں۔امیرالمومنینؑ کی حیات طیبہ رقم کرنے والوں نے ازواج امیرالمومنینؑ کے ذیل میں محیّاۃ بنت امرؤالقیس کا تذکرہ کیا ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ اس خاتون سے آپ کی ایک صاحبزادی بھی متولد ہوئی تھیں جن کا نام حارثہ تھا جن کا انتقال امامؑ کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ امام حسنؑ کی زوجہ سلمیٰ کے بارے میں کوئی خاص ذکر نہیں ملتا البتہ تمام مورخین نے حضرت رباب کا نام امام حسینؑ کی ازواج میں لکھا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ وہ امام حسینؑ کی شہادت کے وقت موجود تھیں۔

بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری کو کوفہ کی جانب تین چار ہزار افراد کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو بھی علیؑ کا ہمنوا ملے اسے قتل کردو۔ جب اس کا گذر ثعلبیہ کے مقام سے ہوا تو اس نے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا اور انہیں لوٹ لیا اور عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے عمرو بن عمیس بن مسعود ذہلی کو قتل کردیا۔ جب حضرت علیؑ کو اس غارت گری کا علم ہوا تو آپ نے حُجر بن عدی کو چار ہزار افراد کے ساتھ ضحاک سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ سماوہ کے مقام سے گذرے جو کلب کی سرزمین تھی جہاں پر ان کے کنویں تھے جیسا کہ معجم البلدان نے لکھا ہے اس مقام پر حُجر بن عدی کی ملاقات امرؤالقیس بن عدی کلبی سے ہوئی ''وھم اصھار الحسین بن علی علیہما السلام'' ''جو امام حسین بن علی علیہما السلام کے سسرالی رشتہ دار تھے۔'' امرؤالقیس کے لوگ انہیں راستہ بتا رہے تھے نیز پانی کے کنوؤں کی جانب رہنمائی کر رہے تھے اور وہ ضحاک کا پیچھا کرتے ہوئے تدمر کے مقام پر پہنچے جہاں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ضحاک کے انیس افراد مارے گئے اور حُجر کے دو ساتھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

اس واقعہ کو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں بھی رقم کیا ہے۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنینؑ کے زمانہ خلافت میں امرؤ القیس مولائے کائنات کے زبردست حامی اور معاون تھے۔ کتاب تمقام میں ہشام کلبی سے مروی ہے کہ "کانت الرباب من خیار النساء وافضلھن" حضرت رُباب منتخب روزگار اور افضل ترین خواتین میں سے تھیں۔ یہی سبب ہے کہ امام حسینؑ کو ان سے بہت زیادہ الفت اور محبت تھی۔ علامہ سبط ابن الجوزی نے تذکرۃ الخواص میں امام حسینؑ کے تین اشعار تحریر کئے ہیں جو اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

لعمرک اننّی لاحب داراً

سچ تو ہے کہ میں اس گھر سے محبت کرتا ہوں

تحل بھا سکینۃ والرباب

جہاں پر سکینہ اور رُباب نے سکونت اختیار کی ہے

احبھماوابذل جلّ مالی

مجھے ان دونوں سے محبت ہے اور زر کثیر انہیں پر خرچ کرتا ہوں

ولیس للائمی فیھا عتاب

اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی مجھے پرواہ نہیں ہے

ولست لھم وان غابوامضیعا

اور میں ان کی نگہداشت سے بے خبر نہ رہوں گا خواہ وہ یہاں موجود نہ ہوں

حیاتی او یغیبنی التراب

اپنی پوری زندگی، یا یہ کہ میں پیوند خاک ہو جاؤں

کتاب اغانی میں ہے کہ حضرت رباب جب اپنے اعزاء سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتیں تو حضرت سکینہ کو بھی اپنے ساتھ رکھتی تھیں۔اور امام حسینؑ کو ان دونوں کی جدائی نہایت شاق گذرتی تھی۔ حضرت سیدالشہداءؑ کا یہ شعر اس پر دلیل قاطع ہے:

كان الليل موصول بليل

رات ایسی لمبی نظر آتی ہے گویا ایک رات کے ساتھ دوسری رات مل گئی ہو۔

اذازارت سكينة والرباب

جب سکینہ ور باب اپنے اقرباء سے بغرض ملاقات گئی ہوں۔

حضرت رباب کا گھرانہ شرافت اور سخاوت میں بڑی شہرت کا مالک تھااور یہی شرافت و نجابت اور جود و کرم اہلبیتؑ کے گھرانے کا طرۂ امتیاز تھا۔

طبقات ابن سعد میں محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ ایک روز امام حسینؑ کا گذر مساکین کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو صفّہ پر بیٹھے ہوئے تھے دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔انھوں نے نواسۂ رسولؐ کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی امام عالی مقام اپنی سواری سے اتر پڑے اور فرمایا''ان اللہ لایحب المتکبرین'' ''اللہ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔'' آپ ان لوگوں میں گھل مل گئے ان کے ساتھ کھانا تناول فرمایااور پھر ان سے فرمایا''میں نے تمہاری دعوت قبول کی اب تم پر لازم ہے کہ میری دعوت قبول کرو۔'' ان لوگوں نے امام علیہ السلام کی دعوت کو قبول کر لیا تو امام ان مسکینوں کو لے کر اپنے گھر تشریف لائے اور حضرت ''رباب'' سے کہا کہ گھر میں جو سامان موجود ہے وہ ان کے لئے مہیا کر دیں۔ حضرت رباب نے ان مساکین کی بھرپور مدد کی اور ضرورت کی اشیاء ان کے سپرد کر دیں۔ حضرت رباب نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اتنی بھرپور اور محبت و مؤدت سے لبریز زندگی گذاری تھی کہ عرب کی تہذیب جہاں کسی بیوہ خاتون کی دوسری شادی کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتاہے۔جب اشراف قریش اور دیگر افراد نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ نے شادی کی خواہش ظاہر کی

تو آپ سے اسے مسترد کر دیا جیسا کہ تاریخ کامل ابن اثیر میں مسطور ہے کہ حضرت رباب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد قیدی بنا کر شام لے جائی گئیں مدینہ واپس آنے کے بعد اشراف قریش نے شادی کی خواہش کا اظہار کیا اور سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ نے بھی حضرت رباب سے شادی کرنی چاہی ان سب کو حضرت رباب نے یہ دوٹوک جواب دے دیا" ماکنت لا تخذحموابعدرسول الله" میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابتداری کے بعد کسی اور رشتے کی خواہاں نہیں۔

حضرت رباب واقعہ کربلا کے بعد ایک سال تک زندہ رہیں لیکن کسی چھت کے نیچے نہیں بیٹھیں یہاں تک کہ دھوپ کی تمازت سے آپ کا جسم مبارک متاثر ہو گیا اور چہرے کی رنگت تبدیل ہو گئی اور آخر کار آپ حزین و غمگیں دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی حیات مبارکہ کا یہ سال غم واندوہ میں قبر حسینؑ کی مجاور بن کے گذارا ابن اثیر جزری تحریر کرتے ہیں "انھا اقامت علی قبرہ سنۃ وعادت الی المدینۃ فماتت اسفاعلیہ" حضرت رباب امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک پر ایک سال تک رہیں اور اس کے بعد مدینہ تشریف لے گئیں اور غم حسینؑ میں آنسو بہاتے ہوئے آپ کی وفات ہوئی۔

شیخ کلینیؒ رازی کتاب کافی میں مصقلہ بن طحّان سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کی زوجۂ کلبیہ (یعنی حضرت رباب) نے ایک سال تک ان کی قبر پر گریہ وماتم کیا وہ دھوپ میں بیٹھی رہتیں وہ کبھی سایہ میں نہیں رہیں اور ایک سال تک قبر حسینؑ کی مجاوری کی۔

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں حضرت رباب کا یہ شعر نقل کیا ہے:

الی الحول ثم السلام علیکما　　　ومن یبک حولا کاملافقد اعتذر

اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہ بنت الحسین نے سید کے شعر کو بطور مثال بیان فرمایا ہے۔

محدث قمی سفینۃ البحار میں لکھتے ہیں کہ حسن مثنی کی زوجہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد ان کی قبر پر اونی خیمہ نصب کرایا تھا اور وہ دن کو روزے رکھتیں اور رات کا وقت عبادت خداوندی میں بسر کیا کرتی تھیں اور ان کا یہ عمل ایک سال تک جاری رہا تھا۔ اسے شیخ مفیدؒ اور اکثر علمائے شیعہ اور اہل تسنن نے نقل کیا ہے اور یہ بات اس زمانے کی محترم و معزز خواتین میں عام تھی اور اس کے بعد محدث قمی نے حضرت رباب کا واقعہ ابن الاثیر کی تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔

کتاب مجبر اور اعلام النساء میں ہے کہ حضرت رباب شاعرہ بھی تھیں جیسا کہ ابوالفرج نے کتاب الاغانی میں تحریر کیا ہے کہ سید الشہداءؑ کی شہادت کے بعد حضرت رباب نے نہایت دردانگیز مرثیہ کہا تھا جس کے پانچ شعر نقل کئے ہیں:

ان الذی کان نورایستضاء به

وہ نور جو روشنی پھیلایا کرتا تھا

بکر بلاء قتیل غیر مدفون

وہ کربلا میں مقتول پڑا ہے اسے کسی نے دفن بھی نہیں کیا

سبط النبی جزاک الله صالحة

اے سبط نبی، اللہ ہماری جانب سے آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے

عناوخنبت خسران الموازین

آپ میزان عمل کے خسران سے بچے ہوئے ہیں

قد کنت لی جبلا معباالوزبه

آپ میرے لئے بلند پہاڑ کی چوٹی کی طرح تھے میں نے جس کی پناہ لی تھی

وکنت تصحبنا بالرحم والدین

آپ کا برتاؤ ہمارے ساتھ رشتہ داری اور دین داری کا تھا

من للیتامیٰ ومن للسائلین ومن

اب یتیموں کا کون ہے؟ اب محتاجوں کا کون ہے اور کون ہے جس کی جانب مسکین آ کر پناہ لیتے ہیں

واللہ لاابتغی صیھر لصھرکم

میں اس قرابت کے بعد کسی اور قرابت کو پسند نہ کروں گی

حتی اغیّب بین الرمل والطین

حتی کہ ریت اور مٹی کے تودہ کے نیچے جا کر چھپ جاؤں

دوسرا واقعہ عبید اللہ بن زیاد کے دربار کا ہے جسے مہدی مازندرانی نے معالی السبطین میں رقم فرمایا ہے طشت میں امام حسین علیہ السلام کا سر رکھا ہوا تھا۔ جب حضرت رباب کو دیگر اسراء کربلا کے ساتھ دربار میں لایا گیا تو اس وقت حضرت رباب کی نظر امام حسین علیہ السلام کے کٹے ہوئے سر پر پڑی آپ نے سر کو اٹھا کر اپنی آغوش میں رکھا پیشانی کا بوسہ لیا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے۔

واحسیناالانسیت حسینا

ہائے حسین ہائے حسین میں حسین کو فراموش نہیں کر سکتی۔

اقصدته اسنة الاعداء

جس کی جانب دشمنوں کے نیزے اور بھالے آ رہے تھے۔

غادروه بکربلاء صریعا

سب لوگ انہیں کربلا میں بے گور و کفن چھوڑ کر چلے گئے۔

لاسقی الله جانبی کربلا

اللہ کربلا کے اطراف رہنے والوں کو سیراب نہ کرے۔

کتاب کافی میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کی زوجۂ کلبیہ (یعنی حضرت رباب) نے آنحضرت کا ماتم برپا کیا آپ نے اور آپ کی کنیزوں نے اتنا گریہ و بکا کیا کہ آنسو خشک ہو گئے اس کے بعد کنیزوں میں سے ایک کنیز سے جس کے آنسو جاری تھے اور خشک نہیں ہوئے تھے سوال کیا گیا کہ اس کے آنسوؤں کے جاری رہنے کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میں سویق (ستو) پیتی ہوں حضرت رباب نے حکم دیا کہ سویق تیار کیا جائے تاکہ اس کے پینے سے

آنکھوں سے اشک جاری ہوں کسی نے حضرت رباب کو کسی پرندے کا گوشت ہدیۃً کھانے کے لئے پیش کیا تاکہ اسے کھا کر قوت پیدا ہو حضرت رباب نے گوشت واپس کر دیا اور فرمایا ہم کسی شادی میں شریک نہیں ہیں جو ایسا لذیذ کھانا کھائیں بلکہ ہم ماتم سید الشہداءؑ برپا کر رہے ہیں۔

ابن طاؤس متوفی ۶۶۴ ھ اپنی مشہور کتاب الملھوف علی قتلی الطفوف جو عام طور سے لھوف کے نام سے مشہور ہے اس میں فرماتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام نے ایسے اشعار پڑھے جن سے مخدرات عصمت وطہارت کو یہ یقین ہو گیا کہ امام آخری وداع کر رہے ہیں تو اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ بھیا یہ کلام تو وہی کرتا ہے جسے اپنے قتل کا ہونے کا یقین ہو تو اس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کو جو نصیحتیں اور وصیتیں کی ہیں اس میں اور ناموں کے ساتھ حضرت رباب کا نام بھی ملتا ہے۔امام علیہ السلام نے فرمایا:

’یا اختاہ یاام کلثوم وَاَنْتِ یازینب وَاَنْتِ یا رقیة وَاَنْتِ یا فاطمة وَاَنْتِ یارباب انظرن اذا انا قتلت فلا تشققن علیّ جیبا ولا تخشن علیّ وجھا ولا تقلن علیّ ھجرا“

”اے میری بہن اے ام کلثوم اور تم اے زینب اور تم اے رقیہ اور تم اے فاطمہ اور تم اے رباب دیکھو! جب میں قتل کر دیا جاؤں تو میری خاطر گریبان چاک نہ کرنا اور نہ میری خاطر چہرے کو زخمی کرنا اور نہ ہی کوئی نازیبا کلمات میری وجہ سے زبان پر جاری کرنا۔“

کتابیات: اس مضمون لکھنے میں جن کتب سے مدد لی گئی وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ترجمہ الامام الحسین ومقتلہ من کتاب طبقات الکبیر لابن سعد۔ ۲۔ الکامل فی التاریخ لابن اثیر متوفی ۶۳۰ ھ والبدایۃ والنہایۃ ابن کثیر دمشقی۔ ۳۔ تذکرۃ الخواص للعلامہ سبط ابن جوزی۔ ۴۔ شرح نہج البلاغہ لابن الحدید المعتزلی۔ ۵۔ الملھوف علی قتلی الطفوف لابن طاؤس ۶۶۴ ھ۔ ۶۔ الکافی کلینیؒ رازی۔ ۷۔

بحارالانوار علامہ مجلسیؒ ۸۔منتخب التواریخ محمد ہاشم خراسانی۔۹۔معالی السبطین مہدی مازندرانی ۔ ۱۰۔الاعلام للزیدکلی۔۱۱۔ معجم البلدان یاقوت حموی۔ ۱۲۔ابن عساکر تاریخ دمشق ۔۱۳۔ تحقیق دربارۂ اولین اربعین سیدالشہداء تالیف محمد علی قاضی۔۱۴۔ سعادت الدارین فی مقتل الحسین